بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الحرمین

حافظ عبدالحمید عامر

"واذا اردنا ان نھلک قریۃ.....!"

لمحۂ فکریہ

قرآنِ مجید یہ بتلاتا ہے کہ اللہ رب العزت کے جس قدر انعامات یہود پر ہوئے' دنیا کی کسی دوسری قوم پر نہیں ہوئے اور جتنے معجزات ان کی اصلاح میں درکار رہے' کسی دیگر قوم کے لئے اتنے معجزات کی ضرورت نہ پڑی ---- "وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ" کی قرآنی شہادت انہی کے بارے میں ہے۔ لیکن اس قوم پر زوال آیا تو بڑا بھیانک' اور قرآنِ مجید ہی یہ بتلاتا ہے کہ اس کا باعث ان کے امراء' علماء اور راھب لوگ تھے!

ان سے ہٹ کر اگر امتِ مسلمہ کو دیکھئے تو نوازشاتِ الٰہی کے دروازے ان پر بھی بے تحاشا وا ہوئے' تاہم اس کے انحطاط میں بھی ہاتھ انہی طبقوں کا رہا ہے' جو یہودِ بنی اسرائیل کے زوال کا باعث بنے ---- تاریخ ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ زوالِ بنو عباس سے قبل مسلمانوں میں بیدار مغزی تھی' ولولے تھے اور جذبۂ ارتقاء تھا' نیز وہ تمام صلاحیتیں ان میں موجود تھیں جو کسی قوم کی تعمیر و ترقی اور عروج کے لئے ضروری ہوتی ہیں ---- لیکن جب ان کے حکمران عیاش ہوگئے اور علمائے سوء بجائے انہیں منع کرنے کے ان کے پشتیبان بنے تو ملتِ اسلامیہ ادبار کی اور زوال و انحطاط کا شکار ہو کر رہ گئی!

برِصغیر کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہاں بھی صدیوں حکمران رہنے کے باوجود ملتِ اسلامیہ زوال و اضمحلال کی مہیب وادیوں کی طرف مسلسل سرکتی رہی ---- اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ امراء اگر دادِ عیش دینے میں مصروف رہے' تو علماء سوء ان امراء و سلاطین کے دستر خوان پر ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے' جس کی بناء پر اقتدار ان سے چھن گیا اور وہ اغیار کے غلام ہوکر رہ گئے ---- سچ کہا تھا' امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ

وھل افسد الدّین الاّ الملوک
واحبار سوء وّ رھبا نھا

کہ "دین کو نہیں خراب کیا مگر تین طبقوں' یعنی امراء' علمائے سوء اور درویشوں نے!"

آج پھر بعینہٖ یہی صورتحال درپیش ہے ---- ۲۸ جولائی ۱۹۹۶ء کے روزنامہ "جراَت" نے کوریا کے اخبار "ریویونیوز" کے حوالے سے ایک تصویر شائع کی ہے جس میں ایک طرف بے نظیر بھٹو اور دوسری جانب صدر کوریا ہاتھوں میں شراب کے جام پکڑے ہوئے ہیں ---- تصویر کے نیچے لکھا ہے:
"اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیراعظم بے نظیر بھٹو کوریا میں جام سے جام ٹکرا رہی ہیں!"

کیا فرماتے ہیں علمائے دین' بالخصوص مولانا فضل الرحمان اس مسئلہ میں' جو نہ صرف عورت کی حکمرانی کو جائز قرار دے چکے ہیں' بلکہ وہ ان کے ساتھ شریکِ اقتدار بھی ہیں' کہ حکمرانوں کی یہ بے راہ روی نیز قرآن و سنت سے ان کی یہ بغاوت اور علماء سوء کی ضمیر فروشی ملکِ عزیز کو کیا دن دکھائے گی؟ ---- یہ سوال اس وقت اور بھی اہم ہوجاتا ہے جب ماضی کے جھروکوں سے ایک شرابی کی شراب میں ڈوبی ہوئی آواز آج بھی ہمیں سنائی دیتی ہے کہ:

"مشرقی پاکستان والو! خاطر جمع رکھو' ہم آرہے ہیں!"

لیکن یہ ایک شرابی کی محض ایک ہچکی ہی تھی ---- وہ آتو نہ سکے' لیکن ملک کا

مشرقی بازو ہم سے کٹ گیا تھا! --- پھر ایک دوسرا شخص اس کا جانشین بنا' جس نے برسرِعام "پیتا ہوں' مگر تھوڑی سی" کا اقرارِ جرم بھی کیا تھا' وہ ڈنڈے کے زور پر عوام سے یہ منوا رہا تھا کہ "بنگلہ دیش تسلیم" کا نعرہ بلند کرو اور اقرار کرو کہ مشرقی پاکستان کبھی ہمارا تھا ہی نہیں!

------ آج اسی "بابا" کی بیٹی پھر جام سے جام ٹکرا رہی ہے' اور علمائے سوء اس کے باوجود اس سے دستِ تعاون بڑھائے ہوئے ہیں ---- سوال یہ ہے کہ تاریخ کیا پھر اپنے آپ کو دوہرانے والی ہے؟ ----- اللہ نہ کرے' لیکن ادھر آسمانوں سے بھی تو یہی آواز آرہی ہے کہ:

"وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا۔" (بنی اسرائیل)

"اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو فواحش پر مامور کردیا- پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہوگیا تو ہم نے اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا!"

جب کہ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے کہ سب سے بڑا شر علماء کا شر ہے! (مشکوٰۃ)

اس کے ساتھ ہی ساتھ تاریخ ہمیں یہ بھی بتلاتی ہے کہ ہر دور میں کچھ پاکیزہ شخصیتیں اور علمائے حق موجود رہے ہیں' جنہوں نے وقت کے ساتھ پنجہ آزمائی کی ہے اور اپنی سعی و کوشش سے قومی طہارت و اصلاح کا سامان بہم پہنچایا ہے --- یہ لمحہ ایسے ہی علمائے حق کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ گوشۂ عافیت سے نکل کر میدان میں اتریں اور وقت کی رفتار کو پہچانتے ہوئے ملک و ملت کی گرتی ہوئی دیواروں کو سنبھالا دینے کا فریضہ سرانجام دیں ---- ورنہ جو کچھ ہوگا' اس کا تصور تک دلوں کو کپکپا دینے کے لئے کافی ہے-

وماعلینا الاّالبلاغ!